

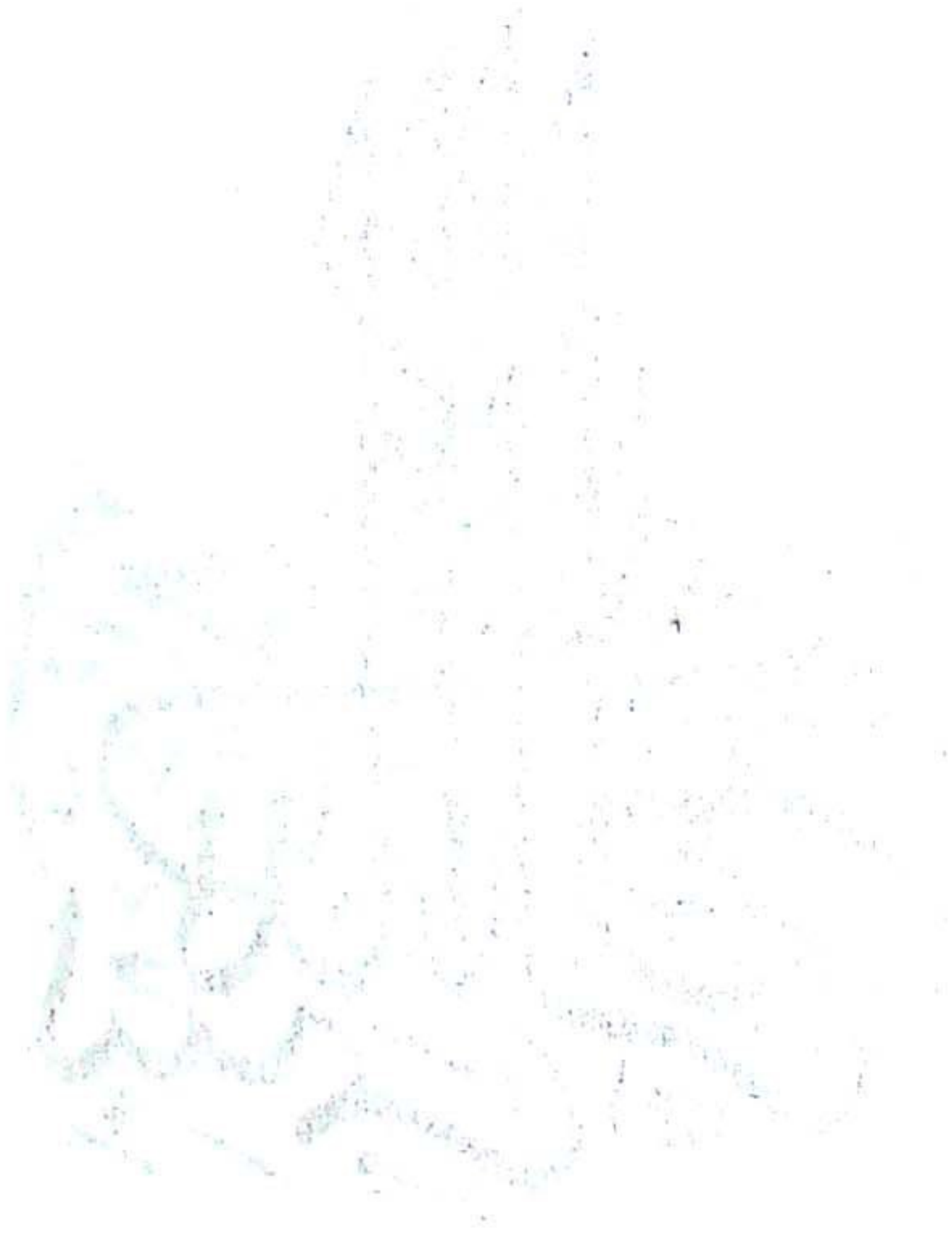
نماز

کے وقت پابھی کہاں پابند ہیں

خادم السنن والجماعت
محی سندیر ایم

مکتبہ جمال کرم لاہور





نماز

کے وقت ہاتھ کہاں باندھیں

فادم السنۃ والجماعت محمد ابراہیم

مترجم: طفہ اقبال کلیار

مکتبہ جمال گم

9. مرکز الاولیٰ (سٹا ہول) دربار مارکیٹ - لاہور فون: 7324948

جملہ حقوق محفوظ

نماز کے وقت ہاتھ کہاں باندھیں	—	نام کتاب
مولانا محمد ابراہیم صاحب	—	مصنف
ظفر اقبال کلیار	—	مترجم
گیارہ سو	—	تعداد
ایم احسان الحق صدیقی	—	زیر اہتمام
ملک خالد رمضان اعوان	—	نگران طباعت
مکتبہ جمال کرم لاہور	—	ناشر
12 روپے	—	قیمت

ملنے کے پتے

گنج بخش روڈ لاہور۔	ضیاء القرآن پبلیکیشنز
14 انفال پلازہ اردو بازار کراچی	ضیاء القرآن پبلیکیشنز
بھیرہ ضلع سرگودھا	مکتبہ المجاہد دارالعلوم محمدیہ غوثیہ
چوک میاں د مصطفیٰ گوجرانوالہ	مکتبہ قادریہ
اردو بازار لاہور۔	فرید بکسٹال
35 ڈی اردو بازار راولپنڈی	احمد بک کارپوریشن

عرض مترجم

فروعی اختلافات کو ہوا دینا قرین دانش مندی نہیں اس سے عامۃ الناس کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو سکتے ہیں اور حجیت حدیث کے انکار کا رجحان عام ہو سکتا ہے آمین بالجھر، قرآۃ الفاتحہ خلف الامام، وضع الیدین تحت السرۃ ام علی الصدر میں اختلاف اولویت کا ہے ایسے مسائل ہمیشہ علماء کے درمیان موضوع بحث رہے ہیں انہوں نے باوجود اختلاف کے نہ تو باہمی تکفیر کی اور نہ ہی امت کے اتحاد کو پارہ پارہ ہونے دیا بجا طور پر یہ اختلاف علم کی ترقی اور تحقیق کا موجب بنا اور امت کے لئے رحمت ثابت ہوا۔

مگر ہمارے غیر مقلدین دوستوں نے نہ جانے کس مصلحت کے تحت عوام کی سطح پر آ کر انہیں موضوع سخن بنایا۔ اور پوری امت پر شرک، بت پرستی، سنت سے انحراف اور بدعتی ہونے کا فتویٰ صادر کیا۔ علمائے اہل سنت نے پھر بھی مناسب نہ سمجھا کہ ان کی زبان میں بات کی جائے اور نہ ہی یہ کہ سو قیانا انداز گفتگو اپنایا جائے۔ انہوں نے حتی الوسع کوشش کی کہ ایسے فروعی اختلافات کو عام لوگوں میں عام نہ کیا جائے مگر ہمارے ان دوستوں نے آئمہ اربعہ کو طعن و تشنیع کا نشانا بنانا شروع کر دیا اور لوگوں کو باور کرانے لگے کہ علمائے اہل سنت کے پاس دلیل نام کی کوئی چیز نہیں اس لئے مہربلب ہیں تب علمائے اہل سنت نے مناسب سمجھا کہ انہیں جواب دیا جائے مگر پھر بھی اس انداز سے کہ سنجیدگی برقرار رہے اور تحقیق کا منہج پیش نظر رہے۔

پیش نظر رسالہ ”ہلال الغرۃ فی وضع الیدین تحت السرۃ فی الصلوۃ“ عربی میں ہے حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہ العالی اس میں زیر ناف ہاتھ باندھنے کے مسئلہ پر نہایت فاضلانہ گفتگو کی ہے ترجمہ میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ مفہوم عربی عبارت کے قریب تر رہے فن حدیث سے پوری واقفیت نہ رکھنے والے لوگوں کا اس سے پوری طرح مستفید

.....
 ہونا ممکن نہیں اس لئے کہ علمی بحث میں اصطلاحات کا آنا ایک لازمی بات ہے اور پھر فن حدیث تو ایک سمندر ہے جس سے ہر کوئی حسب استطاعت مستفیض ہوتا ہے۔ اس لئے عام افراد اس میں کچھ وقت ضرور محسوس کریں گے مگر اس کے بغیر چارہ نہ تھا سو ان سے معذرت کے ساتھ یہ کاوش پیش کی جاتی ہے۔

آخر دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو انتشار و افتراق سے بچائے اور حضرت علامہ جیسے علماء کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین۔

بجاہ طلہ و لیس

خاک راہ مدینہ

ظفر اقبال کلیار

.....
 حامدا ومصليا اما بعد فقال الله تعالى: فصل

لربك وانحر ۝ صدق الله العظيم

دلیل المستدل بالخبر فی وضع الیدین علی الصدر فی الصلوۃ

نماز پڑھتے ہوئے ہاتھ کیسے باندھیں جائیں؟ مسنون طریقہ کیا ہے؟

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مسنون ہے، غیر مقلدین ابن خزیمہ کی جس بیان کردہ

حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سینے پر ہاتھ باندھنا مسنون ہے اور زیر ناف ہاتھ

باندھنا خلاف سنت اور بدعت ہے ابن خزیمہ کی یہ حدیث محدثین کے نزدیک محل نظر ہے پہلے ابن

خزیمہ کی حدیث مع سند پیش کر کے اس پر علماء کی رائے پیش کرتا ہوں اور پھر وہ احادیث پیش

کروں گا جن میں زیر ناف ہاتھ باندھنا منقول ہے۔

اخبرنا ابو طاھر، اخبرنا ابو بکر، اخبرنا ابو موسیٰ، اخبرنا مؤمل،

اخبرنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن وائل بن حجر قال صلیت مع

رسول اللہ ﷺ ووضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ .

(صحیح ابن خزیمہ، جلد اول ض ۲۲۳، مطبوعہ المکتب الاسلامی)

یہ حدیث کئی اعتبار سے قابل استدلال نہیں

(اولاً) اس حدیث کی سند میں ایک راوی مؤمل بن اسماعیل ابو عبد الرحمن بصری

(المتوفی ۲۰۶) ہے جس پر علماء نے جرح فرمائی ہے۔

ابو خاتم فرماتے ہیں

هو كثير الخطاء

امام بخاری فرماتے ہیں

هو منكر الحديث

(تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۳۸۰)

ابوزرعہ فرماتے ہیں

”فی حدیثہ خطاء کثیر“

(میزان الاعتدال ج ۳ ص ۲۲۸)

امام ذہبی ”الکاشف“ میں لکھتے ہیں

”وقیل دفن کتبہ وحدث حفظا فغلط“

(الکاشف ج ۳ ص ۱۶۸)

علماء نقد کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ مولیٰ بن اسماعیل کثیر الخطاء اور منکر الحدیث ہے

لہذا یہ حدیث قابل استدلال نہیں جیسا کہ غیر مقلدین کا وہم ہے۔

(ثانیا) اس حدیث کو مسلم نے وائل بن حجر سے بلا زیادت (علی صدرہ) تخریج کیا ہے

لہذا مسلم کی روایت ابن خزیمہ کی روایت کردہ حدیث سے زیادہ راجح اور صحیح ہے اور مسلم کی روایت

کردہ حدیث زیادہ معتمد ہے اس کے علاوہ ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ متاخرین میں سے احسن الحفظ

شیخ قاسم بن قطلوبغا فرماتے ہیں کہ ابن خزیمہ کی صحیح میں ایک شرط ہے جس سے اکثر حضرات جو کہ

ابن خزیمہ سے استدلال کرنے والے ہیں غفلت میں رہتے ہیں گو کہ شیخ قاسم بن قطلوبغا نے اس

شرط کا ذکر نہیں کیا لیکن آپ کے شیخ فی الحدیث حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب ”اتحاف

المہرہ“ میں فرمایا وہ شرط یہ ہے کہ ابن خزیمہ جب کسی خبر کو تعلیقاً روایت کرتے ہیں تو وہ صحت میں

گویا ان کی شرط پر پوری نہیں اترتی اگرچہ تعلیق کے بعد اس کی سند بھی بیان کیوں نہ کر دیں۔

(ثالثا) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث مبارک جس کو امام احمد نے مسند میں اور ابوداؤد نے

سنن میں روایت کیا یہ حدیث ابن خزمیہ کی روایت کے معارض ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

” ان من السنة وضع الكف على الكف في الصلوة تحت السرة“

(مسند احمد ج اول ص ۱۱۳، مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ)

علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری معترضین کے اس اعتراض کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور نبی ﷺ کی طرف اس کی نسبت صحیح نہیں اس کو امام احمد نے مسند میں اور دارقطنی اور بیہقی نے اسی طریق سے اپنی سنن میں حدیث ابو جحیفہ عن علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

” ان من السنة وضع الكف على الكف في الصلوة تحت السرة“

اس اعتراض کے جواب میں علامہ عینی فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ”ان من السنة“ محدثین کے نزدیک حدیث کے مرفوع ہونے پر دلالت کرتا ہے ابو عمر و تفضلی فی شرح الموطا میں لکھتے ہیں جب صحابی سنت کا لفظ مطلق بولتا ہے تو اس سے مراد سنت نبوی ﷺ ہی ہوتا ہے۔

معترضین کہتے ہیں ہم نے تسلیم کر لیا کہ یہ حدیث مرفوع ہے اس کے باوجود بھی حدیث علی محل نظر ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمن بن اسحاق کوفی ہیں جس کے متعلق امام احمد لکھتے ہیں۔

”لیس بشئی منکر الحدیث“

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں ابو داؤد نے اس حدیث کو روایت کیا اور اس پر سکوت فرمایا اگر حدیث ضعیف ہوتی تو تصریح فرماتے دوسرا ابن حزم کی حدیث جو انہوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی وہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی معاون ہے حضرت انسؓ

فرماتے ہیں۔

”من اخلاق النبوة وضع اليمين على الشمال تحت السرة“
ہم کہتے ہیں زیناف ہاتھ باندھنا تعظیم کے زیادہ قریب اور اہل کتاب کی مشابہت سے بہت دور ہے اور تمبند کے گرنے سے محفوظ رکھتا ہے اور زیناف ہاتھ باندھنا ایسا ہی ہے جیسے بادشاہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا اور سینہ پر ہاتھ باندھنا عورتوں کے مشابہہ ہے اور یہ مسنون طریقہ نہیں۔

(عمدة القاری ج ۵ ص ۲۷۹، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

علامہ مولانا وصی احمد رحمۃ اللہ علیہ شارح منیۃ المصلی فرماتے ہیں اگر تسلیم کر بھی لیا جائے کہ عبدالرحمن بن اسحاق کو فی منکر الحدیث ہے اور نکارت مطلقاً نقصان دہ ہے تو بھی اس حدیث کی دوسری کئی احادیث شاہد ہیں ان میں سے ایک حدیث جس کو زرین نے اپنی مسند میں ابو جحیفہ سے روایت کیا۔ (ان من السنة وضع الكف على الكف في الصلوة تحت السرة)

جیسا کہ جامع الاصول میں ابن اثیر نے اس حدیث کو مسند زرین کی طرف منسوب کیا ہے دوسری حدیث جس کو حضرت ابن عباسؓ نے مرفوعاً روایت کیا

”ان من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة“

اس حدیث کو صاحب مجمع البحرین اور صاحب محیط علامہ برہان الدین نے بھی نقل فرمایا تیسری حدیث کو حضرت علیؓ نے مرفوعاً روایت کیا۔

”ثلاث من سنن المرسلين و ذكر منها وضع اليمين على الشمال

تحت السرة“

اس حدیث کو زاہدی نے مجتبیٰ میں نقل فرمایا اور واہ ابن شاہین۔

(تعلیق لمجلی ص ۲۷۹، مطبوعہ یوسفی لکھنؤ)

میں (راقم الحروف) کہتا ہوں کہ حضرت علیؑ کی روایت کردہ حدیث کی مؤید صاحب
تعلیق لمجلی کی نقل کردہ احادیث کے علاوہ دیگر بھی ہیں جن کو حضرات محدثین نے تخریج فرمایا۔

اول: ابن ابی شیبہ نے بطریق ابی جحیفہ حضرت علیؑ سے ایک حدیث روایت کی

”ان من النسبة ان توضع الایدی علی الایدی تحت السرة“

یعنی سنت نبوی میں سے ہے کہ زیناف ہاتھ پر ہاتھ رکھا جائے۔

دوم: ابو بکر بن شیبہ نے بطریق حجاج بن حسان ابو مجلز لاحق بن حمید سے ایک حدیث تخریج
فرمائی۔

حدثنا یزید بن ہارون قال اخبرنا حجاج بن حسان قال سمعت ابا

مجلز او سأ لته قال قلت کیف یضع قال یضع باطن کف یمینہ علی

ظاهر کف شمالہ و یجعلها اسفل من السرة.

(اسنادہ جید و رواۃ کلہم ثقات)

حجاج بن حسان فرماتے ہیں میں نے ابو مجلز لاحق بن حمید سے سنایا میں نے آپ سے

سوال کیا۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا نماز میں ہاتھ کیسے باندھیں (ایک روایت

میں ہے کہ میں ہاتھ کیسے باندھوں) تو انہوں نے فرمایا۔ دائیں ہاتھ کے باطن کو بائیں

ہاتھ کی پشت پر زیناف باندھے۔

سوم: حدثنا وکیع عن ربیع عن ابی معشر عن ابراہیم قال یضع یمینہ علی

شمالہ تحت السرة

زیادہ بن کلیب تمیمی ابو معشر حنظلی ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم نخعی دایاں

ہاتھ بائیں ہاتھ پر زیناف باندھتے۔

ان تینوں حدیثوں کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا۔

(مصنف ابن شیبہ ج اول ص ۹۰، مطبوعہ ادارہ القرآن دارالعلوم الاسلامیہ کراچی)

زیاد بن کلیب تمیمی ابو محشر کوفی کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں امام عجل فرماتے ہیں

(کان ثقة فی الحدیث)

ابوحاتم کہتے ہیں ”صالح من قدماء اصحاب ابراہیم“ اور امام نسائی فرماتے

ہیں ”ثقة“

(تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۳۸۲)

حدیث ابو مجلز لاحق بن حمید کے ماتحت علامہ ابن ترکمانی جوہر النقی میں تحریر فرماتے ہیں ابو مجلز لاحق بن حمید کا مذہب بھی زیناف ہاتھ باندھنا ہے ابو عمر نے التہذیب میں ابو مجلز سے اسی طرح نقل کیا ہے اور اس حدیث کو بسند جید ابو مجلز سے روایت کی اور ابن شیبہ نے بھی اپنے مصنف میں اس حدیث کو اس سند کے ساتھ روایت کیا علامہ ابن ترکمانی فرماتے ہیں حجاج بن حسان یہ حجاج ثقفی ہیں امام احمد کہتے ہیں ”لیس بہ بأس“ اور کہا ”ثقة“ اور ابن معین فرماتے ہیں ”صالح“

باجود اس کے امام بیہقی نے کس طرح ابو مجلز کی طرف نسبت کرتے ہوئے فرمایا سینہ پر ہاتھ باندھنے کے متعلق اثر ابی مجلز بہت صحیح ہے حالانکہ بیہقی نے بلا سند ابو مجلز کا قول نقل کیا اور ابو عمرو ابن شیبہ نے جید سند کے ساتھ ابو مجلز کا مذہب زیناف ہاتھ باندھنا بیان فرمایا۔

(السنن الکبریٰ، مع الجواہر النقی ج ۲ ص ۳۱، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

چہارم: عن انس رضی اللہ عنہ من اخلاق النبوة تعجیل الافطار و تاخیر

السحور و وضع الیمین علی الشمال تحت السرة.

(کنز العمال ج ۸ حدیث نمبر ۲۳۸۸۹، رواہ ابن حزم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اخلاق نبوت میں سے ہے افطار میں جلدی کرنا،

سحری میں تاخیر کرنا اور بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ زیناف رکھنا۔

پہنجم: سب دلیلوں سے اقوی و اوثق، احکم و اقوم دلیل ابو بکر بن ابی شیبہ کی وہ حدیث ہے جس کو انہوں نے دائل بن حجر سے روایت کیا یاد رہے ابو بکر بن شیبہ کو آئمہ اعلام میں ایک خاص مقام حاصل ہے کہ ان کے سامنے ابو زرعه، امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام ابن ماجہ اور بے شمار اہل علم و فن نے زانوئے تلمذ طے کیے یہ افتخار ہی آپ کے لئے کافی ہے فرماتے ہیں۔

حدثنا و کعب عن موسی بن عمیر عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابیہ

قال رایت النبی ﷺ و وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ تحت السرة

(مصنف ابن ابی شیبہ ج اول ص ۳۹۰)

وائل بن حجر اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں میں نے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو

دیکھا کہ آپ نے نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر زیناف باندھے۔

متاخرین علمائے حدیث سے حافظ حدیث ابن حمام ثانی شیخ قاسم بن "قطلو بغا"

"المختار تخریج احادیث الاختیار" میں فرماتے ہیں مصنف ابن شیبہ کی اس حدیث کی سند جید ہے و کعب

مشہور علمائے حدیث میں سے ایک عظیم محدث ہیں موسی بن عمیر کی ابو حاتم نے توثیق فرمائی اور

نسائی نے ان سے روایت لی ہے۔

تیسرے علقمہ ہیں جن سے رفع یدین کے بارے امام بخاری نے حدیث روایت کی

اس طرح "مسلم" نے صحیح میں ان سے حدیث تخریج فرمائی اور ابن حبان نے علقمہ کی توثیق فرمائی

اور یہ حدیث حضرت علیؑ کی حدیث کی شاہد عادل ہے محدث شہیر حضرت علامہ محمد ہاشم "دراہم

الصرہ فی وضع الیدین تحت السرة" میں فرماتے ہیں یہ روایت باعتبار سند نہایت قوی ہے اور حدیث

علیؑ کو جس کا پہلے ذکر گزر چکا قوی سے قوی تر بنا دیتی ہے۔

اس لئے ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے نہایت قوی اور مضبوط ہے کیونکہ اس حدیث میں تین ہی راوی ہیں سوائے وائل بن حجر کے اور وہ صحابی رسول ﷺ ہیں ان تین راویوں کے حالات درج ذیل ہیں۔ تاکہ ان کا فہم و ذکا اور حفظ و اتقان فی الحدیث ظاہر ہو جائے۔

وکیع بن جراح بن ملیح رواسی ابوسفیان الکوفی

عبداللہ بن احمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

”مارایت ادعی للعلم من وکیع ولا احفظ منه“

احمد بن سہل بن حجر امام احمد سے روایت فرماتے ہیں۔

”کان وکیع امام المسلمین فی وقته“

حسین ابن حبان ابن معین سے روایت فرماتے ہیں

”مارایت احداً افضل من وکیع“

امام عجلی کہتے ہیں: کان ثقة، عابداً، صالحاً، ادیباً، من حفاظ الحدیث“

ابن سعد فرماتے ہیں: ”کان ثقة، ماموناً، عالیا، رفیع القدر، کثیر

الحدیث حجة

ابن حبان اپنی کتاب ”کتاب الثقات“ میں فرماتے ہیں

”کان حافظاً متقناً“

اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں: ”کان ”حفظه طبعاً و حفظنا بتکلف“

(تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۱۲۳)

امام ذہبی اپنی کتاب ”میزان الاعتدال“ میں فرماتے ہیں۔

”هو احد الائمة الاعلام“

(میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۳۵)

حماد بن زید کہتے ہیں

”لو شئت لقلت انه ارجح من سفیان“

(الکاشف ج ۳ ص ۲۰۸)

(۲) موسیٰ بن عمیر تمیمی عنبری کوفی:

علقمہ بن وائل سے روایت کرتے ہیں ابن معین، ابو حاتم محمد بن عبد اللہ بن نمیر اور

خطیب بغدادی فرماتے ہیں ”ثقة“

ابوزرعہ کہتے ہیں ”لاباس بہ“

عجلی اور دولابی فرماتے ہیں ”ثقة“

(تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۳۶۴)

ابن معین اور ابو حاتم کہتے ہیں ”ثقة“

(میزان الاعتدال ج ۴ ص ۲۱۶، الکاشف ج ۳ ص ۱۶۵)

(۳) علقمہ بن وائل بن حجر حضری کندی کوفی:

ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے ابن سعد نے ان کو اہل کوفہ میں سے طبقہ ثانیہ

میں ذکر کیا ہے اور فرمایا

”ثقة قليل الحديث“

(تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۸۰)

ابن حبان اور ابن سعد نے ان کو ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔

(الکاشف ج ۲ ص ۲۴۲)

آئمہ اعلام کی عبارات نقل کرنے کے بعد میں (عاجز راقم) کہتا ہوں حدیث وائل بن

.....
 حجر لا بن خزیمہ ضعیف و مجروح ہے اور حدیث علیؑ باوجود ضعیف ہونے کے درجہ ”حسن“ تک پہنچتی ہے کیونکہ حضرت علیؑ کی حدیث کے اتنے شواہد اور معاضد ہیں کہ حدیث وائل بن حجر لا بن خزیمہ اس مرتبہ کو نہیں پہنچتی۔

پھر جس حدیث کو ابن شیبہ نے وائل بن حجر سے روایت کیا ہے یہ حدیث مرفوع اور صحیح ہے اور اس کی سند ”جید“ اور اس کے تمام راوی ”ثقتہ“ ہیں صحیح مرفوع کے ہوتے ہوئے حدیث ضعیف و مجروح پر کیسے عمل کیا جاسکتا ہے کیونکہ جس حدیث کو ابن خزیمہ نے وائل بن حجر سے روایت کیا یہ حدیث پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔

اعتراضات منکرین

اعتراض اول: ابوداؤد نے سنن اور امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت علیؑ سے جو روایت فرمائی (ان من السنة وضع الكف على الكف في الصلوة تحت السرّة) اس کی سند میں عبدالرحمن بن اسحاق ہیں جو ابوشیبہ الواسطی کے نام سے مشہور ہیں ابن ہمام نے فتح القدر میں اور امام نوری نے خلاصہ اور شرح مسلم میں فرمایا اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے کیونکہ عبدالرحمن بالاتفاق ضعیف ہے اور حدیث ضعیف قابل عمل نہیں۔

(نوی شرح مسلم ج ۱ ص ۱۴۳، فتح القدر ج ۱ ص ۲۴۹)

جواب: اس حدیث کی سند پر کچھ بحث بچھلے صفات میں گذر چکی مزید تفصیل ملاحظہ ہو۔ علامہ وصی احمد رحمۃ اللہ علیہ ”التعلیق لمجلی لمافی المندیہ المصلی“ میں فرماتے ہیں دونوں ہاتھوں کو زیر ناف باندھنا سنت ہے اس کی دلیل حضرت علیؑ کی روایت کردہ حدیث ہے جیسا کہ اعتراض میں مذکور

.....

.....
 ہے اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں آپ کے بیٹے عبداللہ نے ”الزوائد“ میں ابن ابی شیبہ نے
 ”مصنف“ میں دارقطنی پھر بیہقی نے اپنی سنن میں اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس کو روایت کیا
 لیکن امام زیلعی فرماتے ہیں۔

”اکثر حدیث کے نسخوں میں یہ حدیث موجود نہیں ہم نے اسے اس نسخہ میں پایا جو ابن
 واسطہ کے طریق سے مروی ہے اس لئے ابن عساکر نے ”اطراف“ میں اسے ابوداؤد کی طرف
 منسوب نہیں کیا اور نہ ہی منذری نے اسے ”مختصر“ میں ذکر کیا اور نہ ہی ابن تیمیہ نے اپنی
 ”المنتقى“ میں اسے ابوداؤد کی طرف منسوب کیا بلکہ صرف مسند احمد کی طرف اور نہ نووی نے
 شرح مسلم میں مگر دارقطنی کی طرف کسی نے اس حدیث کی نسبت ابوداؤد کی طرف نہیں کی مگر عبدالحق
 نے ”الاحکام“ میں اور نہ ہی ابن قطان نے اس کی نسبت کی بلکہ اس کی سند کا تعاقب کرتے ہوئے
 کہا عبدالرحمن بن اسحاق وہ ابوشیبہ واسطی ہیں جن کے بارے میں امام احمد بن حنبل اور ابو حاتم
 کہتے ہیں یہ ”منکر الحدیث“ ہے اور ابن معین نے کہا ”لیس بشی“

امام بخاری نے فرمایا ”فیہ نظر“

اور بے شک اس حدیث کی سند میں زیاد بن زید سوائی ہیں وہ مجہول ہیں۔

امام بیہقی فرماتے ہیں اس کی اسناد ثابت نہیں عبدالرحمن اسے روایت کرنے میں تنہا ہے
 اور وہ متروک ہے امام نووی خلاصہ اور شرح مسلم میں فرماتے ہیں یہ حدیث متفق علیہ ضعیف ہے
 اس لئے کہ عبدالرحمان بالاتفاق ضعیف ہے تو جان لے کہ یہ حدیث ابوداؤد میں بطریق ابن واسطہ،
 ابن الاعرابی و ابن ابی داؤد آئی ہے۔ ابوداؤد عبدالرحمن کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں نے امام
 احمد سے سنا کہ وہ اس کو ضعیف کہتے ہیں اور ابن معین اور عجلی نے بھی یہی کہا۔ ”صرح الحمايئة“ میں
 ہے کہ اس اشکال کا یہ جواب ہے کہ یہ جرح مجرد اور طعن مجمل ہے اور تضعیف مبہم ہے۔ لہذا یہ
 غیر مسموع ہے کیونکہ اسباب جرح مختلف ہیں پس راوی کبھی ایسے امور کے ساتھ مجروح کیا جاتا

.....

ہے جو بعض کے نزدیک جرح نہیں کہلاتی۔ ہمارے نزدیک اصل یہ ہے کہ وہ قرونِ معدلہ جن کی عدالت کی شہادت ملت کے سردار نبی اکرم ﷺ نے بالخیر کے ساتھ دی ان کی عدالت و ثقاہت مسلم ہے جب تک اس میں جرح میں اور طعن مبین ظاہر نہ ہو جائے جس سے کسی باعقل و شعور انسان کو مفر نہیں ورنہ اس کی عدالت و ثقاہت مجروح نہیں ہوتی اس لئے روایت مستور و مجہول اور مرسل و منقطع کو قبول کر لیا جاتا ہے باوجودیکہ مجتہد غیر کی تقلید نہیں کرتا کیونکہ وہ خود اربابِ نقد میں سے ہے اور ایسا شخص جب کسی حدیث سے دلیل اخذ کرتا ہے یا اس حدیث کی روایت کو قبول کرتا ہے تو گویا اس کی تعدیل و توثیق کر دیتا ہے۔ باوجود اس کے امام ترمذی نے صومِ محرم میں عبدالرحمن سے حدیث روایت کی ہے اور فرمایا یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے اور ابن خزیمہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا اور کہا اگرچہ یہ حدیث صحیح ہے پھر بھی عبدالرحمان کے متعلق میرے دل میں کچھ موجود رہے گا۔ پس معلوم ہو گیا حدیث عبدالرحمن درجہ صحت سے ساقط ہو کر درجہ ”حسن“ تک پہنچ گئی اور حدیث حسن علماء کے نزدیک قابلِ حجت ہے۔

(تعلیق المجلی ص ۲۷۹)

اعتراض دوم: علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے نہیں سنا اس لئے علقمہ بن وائل کی اپنے باپ سے روایت مرسل ہے جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے التہذیب میں کہا۔

حکى العسکرى عن ابن معین انه قال علقمة بن وائل مرسل عن ابیه و کذا قال الذہبى فى المیزان ناقلا عن ابن حجر۔
(تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۸۰)

لہذا مصنف ابن شیبہ کی روایت کردہ حدیث صحیح نہیں مرسل ہے اور حدیث مرسل قابل

حجت نہیں۔

جواب: میں کہتا ہوں یہ ابن حجر کا وہم ہے کیونکہ انہوں نے خود اپنی کتاب ”الکتب الظرف“

.....
 میں علقمہ بن وائل کا اپنے باپ سے سماعت کو ثابت کیا ہے لہذا ارسال ختم ہوا۔
 علامہ ابن حجر ”النکت الظراف“ میں وائل بن حجر سے باب الصلوٰۃ میں ”مسلم“ کی
 روایت کردہ حدیث جسے انہوں نے اس سند کے ساتھ روایت کیا ”عن زھیر بن عفان عن
 ہمام عن محمد بن حجارۃ عن عبد الجبار ابن وائل قال كنت غلاما..... الی
 آخر الحدیث“

یعنی عبد الجبار ابن وائل کہتے ہیں میں بچہ تھا اور اپنے والد گرامی کی نماز کے بارے
 میں کچھ سمجھ نہیں رکھتا تھا پس علقمہ بن وائل یعنی میرے بھائی نے مجھ سے اپنے باپ (وائل ابن حجر
) کی نماز کے متعلق حدیث روایت کی۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ”میں کہتا ہوں۔

”هذا اللفظ ما هو عند مسلم بهذا السند و لا معنى لذكره لانه لم
 ينسبه لغير“ ابن حجر عسقلانی کا یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ علقمہ کا اپنے باپ سے سننا ثابت
 ہے۔

لہذا یہ روایت مرسل نہیں (النکت الظراف علی الاطراف، ج ۹ ص ۸۸، حدیث نمبر

(۱۱۷۷۳)

حافظ مزنی ”تحفۃ الاشراف“ میں ابوداؤد کی نماز سے متعلق روایت کردہ حدیث میں
 فرماتے ہیں جس کی سند یہ ہے۔

عن القواریری عن عبد الوارث بن سعید عن محمد بن حجارۃ عن

عبد الجبار ابن وائل ابن حجر (للزیادات)

اور علی بن مسلم طوسی نے اس طرح سند نقل کی ہے۔

”عن عبد الصمد بن عبد الوارث عن ابیہ“

اور یہ خطا ہے اصل میں اس کی سند اس طرح ہے۔

.....

”عن عبدالوارث عن محمد بن حجارة عن عبدالجبار بن وائل عن

علقمة بن وائل عن ابيه“

اور ہمام بن تیحی نے بھی اس طرح اس حدیث کو روایت کیا ہے اور یہ صحیح ہے

(تحفة الاشراف ج ۹ ص ۸۷)

حافظ مزنی کی عبارت سے ثابت ہوا کہ اپنے باپ سے مرسل روایت کرنے والا

جبار بن وائل ہیں جو علقمة بن وائل کے بھائی ہیں خود علقمة بن وائل نہیں جیسا کہ ابن حجر نے کہا یہ

ان کا وہم اور غلطی ہے صحیح وہی ہے جو حافظ مزنی نے اس حدیث کے متعلق کہا جس کو مسلم نے کتاب

الحدود میں روایت؟

”عن علقمة عن ابيه انى لقاعد عند النبى ﷺ اذ جاء رجل يقود آخر

(تحفة الاشراف ج ۹ ص ۸۷) (مسلم شریف ج ۲ ص ۶۱)

اس حدیث کو متعدد طرق سے روایت کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں۔

”لم يذکر بينهما احدا“

حافظ مزنی کے یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ علقمة بن وائل اپنے باپ سے مرسل

روایت نہیں کرتے۔

علامہ حافظ ابن البر ”الاستيعاب على الاصابة“ میں فرماتے ہیں۔

”عبدالجبار بن وائل نے اپنے باپ سے سماعت نہیں فرمائی بلکہ عبدالجبار اور ان کے

باپ کے درمیان واسطہ وائل بن علقمة ہیں۔

(جلد ۳ ص ۶۳۳)

علامہ ابن اثیر ”اسد الغابة“ میں لکھتے ہیں۔

عبدالجبار بن وائل کی سماعت اپنے باپ سے ثابت نہیں۔

(اسد الغابۃ ج ۵ ص ۸۱، تحفہ الاشراف ج ۹ ص ۸۳)

امام بخاری "تاریخ کبیر" میں تحریر فرماتے ہیں۔

علقمہ بن وائل بن حجر الحضری الکندی الکوفی نے اپنے باپ سے سنا ہے اور علقمہ بن

وائل سے عبدالمالک بن عمیر روایت کرتے ہیں۔

(التاریخ الکبیر ج ۷ ص ۴۱، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ)

لہذا غیر مقلدین کا یہ اعتراض غلط ہے کہ علقمہ اپنے باپ سے مرسل روایت کرتے ہیں

بلکہ علماء کی تصریح سے ثابت ہو گیا کہ علقمہ اپنے باپ سے مرسل نہیں بلکہ آپ کے بھائی عبدالجبار

نے مرسل روایت کی ہے۔

اعتراض سوم: غیر مقلدین یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ حافظ ابن خزیمہ کے علاوہ بھی

دیگر محدثین نے سینہ پر ہاتھ باندھنے والی احادیث کو روایت کیا ہے جیسا کہ ابن جریر نے اپنی تفسیر

میں بطریق عقبہ بن ظبیان ایک حدیث تخریج فرمائی اور اسی سند کے ساتھ امام بخاری نے

"التاریخ الکبیر" میں نقل کی ہے وہ حدیث یہ ہے۔

حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري عن ابيه عن عقبه بن

ظبيان عن علي رضي الله عنه "فصل لربك و انحر" وضع يده اليمنى على

وسط ساعده على صدره

(التاریخ الکبیر ص ۶، تفسیر طبری جز ۳ ص ۶۱۰)

"یعنی عقبہ بن ظبیان نے حضرت علیؑ سے قرآن حکیم کی آیہ کریمہ "فصل لربك و انحر"

کے متعلق پوچھا تو حضرت علیؑ نے پہلے دایاں ہاتھ بائیں بازو کے وسط میں رکھا پھر سینے پر ہاتھ

باندھے (یعنی آپ نے سمجھایا کہ اس سے مراد سینہ پر ہاتھ باندھنا ہے)

اس طرح امام احمد نے مسند میں قبیصہ بن ہلب سے ایک حدیث روایت کی جو یہ ہے۔

”عن سفیان حدثنی سماک عن قبیضہ بن ہلب عن ابیہ قال رایت رسول اللہ ﷺ ینصرف عن یمینہ و عن بشارہ و رایتہ قال یضع یدہ علی صدرہ“
یعنی قبیضہ بن ہلب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ نماز کے بعد کبھی دائیں طرف منہ پھیرتے ہیں اور کبھی بائیں جانب (آپ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا) اپنے ہاتھ سینے پہ باندھتے“

(مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۴)

غیر مقلدین کہتے ہیں ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے نماز میں ہاتھ باندھنے کا محل سینہ ہے لہذا نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا مستنون طریقہ ہے۔
جواب: حضرت علیؑ کی حدیث کو ابن جریر نے دو طریق سے روایت فرمایا ان میں سے ایک تو اعتراض میں مذکورہ ہے اور دوسری یوں ہے۔

”عن حماد بن مسلمة عن عاصم الاحول عن الشعبي مثله“

ان دونوں سندوں میں عاصم نامی دو راوی ہیں ایک عاصم بن النجاج ابو محشر الجحدری اور دوسرے عاصم سلیمان الاحول اور بعض علماء کے بقول عاصم بن النجاج ابو محشر الجحدری نے اپنے باپ کی وساطت سے عقبہ بن ظبیان سے روایت کی ہے ابو حاتم ”الجرح والتعدیل“ میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی روایت صرف ”وضع الیمین علی الشمال“ تک ہے۔

مصنف ابن شیبہ بھی بطریق عقبہ بن ظہیر عن علی رضی اللہ کی حدیث کو ”وضع الیمین علی الشمال“ تک روایت کرتے ہیں۔

(مصنف ابن شیبہ ج ۱ ص ۳۹۰)

اور ”علی صدرہ“ کے الفاظ راوی کی طرف سے زیادہ کئے گئے ہیں حضرت علیؑ کی اصل روایت میں موجود نہیں۔

دوم یہ کہ جب حدیث میں تعارض ہو تو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے قیاس چاہتا ہے کہ زیر ناف والی احادیث قابل عمل ہوں کیونکہ سجدہ، رکوع اور التحیات وغیرہ میں ادب ملحوظ ہے تو چاہیے کہ قیام میں بھی ادب ملحوظ خاطر رہے اور زیر ناف ہاتھ باندھنے میں ہے کہ اس سے تعظیم ظاہر ہوتی ہے نہ کہ سینے پر ہاتھ باندھنے سے

اس لئے حضرت علیؑ کی روایت کردہ حدیث ”تحت السرة“ مقبول اور ”علی صدرہ“ والی روایت مردود ہے۔ دوم اس حدیث کی سند علمائے نقد کے نزدیک محل نظر ہے امام ذہبی فرماتے ہیں۔

عاصم ابن الحجاج الجحدری قرا علی یحییٰ بن یعمر و نصر بن عاصم، اخذ عنه ابو المنذر و جماعة قرآة شاذة فیها ما ینکر یعنی یوجد فیہ النکرة من ای وجه ہنی

(المیزان ج ۲ ص ۳۵۴)

اس اعتبار سے عاصم بن العجاج الجحدری منکر الحدیث ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

عاصم الاحول کے متعلق امام ذہبی فرماتے ہیں۔

ابن معین کہتے ہیں تکی بن قطان عاصم الاحول سے حدیث بیان نہیں فرماتے تھے اور اس کو ضعیف سمجھتے تھے امام ذہبی نے سند کے ساتھ ایک حدیث نقل کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے اور وہ حدیث یہ ہے۔

”حدثنا حماد بن مسلمة عن عاصم الاحول حدثنی حمید عن انس بن

مالک ان عمر رضی اللہ عنہ نہی ان یجعل الخاتم فص من غیرہ“

حماد بن سلمہ کہتے ہیں میں نے حمید سے پوچھا عاصم الاحول نے آپ سے ایک حدیث

(یعنی فلاں حدیث) بیان کی ہے تو حمید نے عاصم الاحول کو پہچاننے سے انکار کر دیا تو حمید کے قول

سے ثابت ہوا کہ عاصم الاحول نے حمید سے نہیں لہذا عاصم الاحوال متہم بالکذب ہے۔

ابن قطان کہتے ہیں ”لم یکن حافظاً“

عبدالرحمن بن مالک فرماتے ہیں ابن کا قول ہے کہ ہر وہ شخص جس کا نام عاصم ہے اس کا حافظہ درست نہیں ابو احمد الحاکم فرماتے ہیں علمائے محدثین کے نزدیک وہ حافظ نہیں۔ ابن ادریس اس سے حدیث نہیں بیان کرتے تھے کیونکہ ان کا حافظہ کمزور تھا تکی بن قطان کہتے ہیں میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس کا نام عاصم ہو اور اس کا حافظہ کمزور نہ ہو۔

(المیزان ج ۲ ص ۲۵۰، ۲۵۷)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں علی ابن المدینی تکی بن قطان کے حوالے سے فرماتے ہیں ”لم یکن بالحافظ“

ابن ادریس فرماتے ہیں میں نے عاصم کو بازار میں دیکھا اور لوگوں سے کہا ”اسے مار کر سیدھا کر دو“ وہیب نے عاصم کو چھوڑ دیا تھا اسی لئے کہ اس کی بعض عادات صحیح نہ تھیں۔

ابن حبان نے اپنی کتاب ”الثقات“ میں عاصم کا ذکر کیا ہے اور کہا تکی بن سعید اس کی طرف بہت کم رحمان رکھتے ہیں مروزی بیان فرماتے ہیں میں نے امام احمد سے کہا ابن معین کہتے ہیں دنیا میں جتنے عاصم نام کے لوگ ہیں سبھی ضعیف ہیں امام احمد فرماتے ہیں۔ سوائے عاصم بن علی کے۔

(تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۴۳)

آئمہ نقد کی نظر میں آپ نے دونوں عاصم، عاصم بن الحجاج الحجدری اور عاصم سلیمان الاحول کا حال دیکھ لیا پھر کیسے ان کی احادیث پر اعتماد کیا جاسکتا ہے آئمہ جرح و تعدیل کے تفحص کے بعد ثابت ہو گیا کہ یہ حدیث بہت ضعیف ہے اور قابل عمل نہیں۔

حافظ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ”المنتقی“ میں حدیث علی یعنی ”ان من السنۃ“ تخریج فرما

کر ہمارے مذہب کی تائید کر دی کہ مسنون طریقہ زیناف ہاتھ باندھنا ہی ہے۔

تیسری حدیث جسے امام احمد نے مسند میں بطریق قبیصہ بن ہلب روایت کیا جیسا کہ یہ حدیث اعتراض میں مذکور ہے اس کے متعلق عطاء اللہ فوجیانی صاحب ”التعلیقات السلفیۃ علی سنن نسائی“ کہتے ہیں یہ حدیث سینے پر ہاتھ باندھنے کے باب میں اصح و احسن ہے اس حدیث سے جسے ابن ابی شیبہ نے ”مصنف“ میں علقمہ بن وائل سے روایت کیا اور حدیث علی جس کو امام احمد اور ابورداد نے تخریج فرمایا۔

ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

عندہم حدیث منقطع فی الانصراف من الصلوۃ“ یہ حدیث منقطع ہے ابن مدینی کہتے ہیں یہ مجہول ہے اور سوائے سماک کے اس سے کسی نے روایت نہیں کیا۔ نسائی فرماتے ہیں مجہول ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۵۰۔ المیزان ج ۳ ص ۳۸۴)

صد افسوس کہ فوجیانی نے ڈھٹائی سے کام لیا ہے اہل علم کو حق سے اعراض کر کے نفسانی خواہش کی پیروی کرنا مناسب نہیں اس حدیث کے متعلق جسے امام احمد نے بطریق ہلب روایت کیا علمائے فن کا کہنا ہے کہ ہلب مجروح ہے لہذا ایک حدیث جس کا راوی مجروح و مقدوح ہے اسے صحیح کہنا تحقیق اور علمی دیانت کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔

اعتراض چہارم: یہی فوجیانی امرتسری صاحب ”التعلیقات السلفیۃ علی سنن النسائی“ کہتا ہے حنفیوں کی قوی ترین دلیل وہ حدیث ہے جسے قاسم بن قطلوبغا حنفی نے ذکر کیا اور ہمارے عصر کے احناف نے ان کی اس ضمن میں پیروی کی۔ ابوبکر ابن ابی شیبہ نے ”مصنف“ میں وائل بن حجر سے روایت کیا ہے۔

”رایت رسول اللہ ﷺ وضع یمینہ علی شمالہ تحت السرۃ“

”میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز پڑھتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ

بائیں ہاتھ پر رکھ کر دونوں زیناف باندھے۔“

”فوجیانی امرتسری یہ حدیث نقل کرنے کے بعد کہتا ہے شیخ قاسم قطلوبغا کہتے ہیں اس

حدیث کی سند جید ہے فوجیانی جواب دیتے ہوئے کہتا ہے۔

علامہ محمد حیات مندی المتوفی ۱۱۶۳ھ شاگرد ابوالحسن مندی ان کے ایک رسالہ (فتح

الغفور فی تحقیق وضع الیدین علی الصدور) کی شرح کرتے ہوئے اس حدیث کا جواب لکھتے ہیں کہ

زیناف ہاتھ باندھنے میں نظر ہے اس نے ثابت کر کے دکھایا کہ اکثر نسخ مصنف لابی بکر بن ابی

شیبہ اس سے خالی ہیں اور اس کی تائید یہ ہے کہ احناف و شوافع میں سے کسی مصنف نے بھی اس

روایت کو اس زیادتی کے ساتھ (یعنی تحت السرة) مصنف ابن ابی شیبہ سے اٹھاتا اور نہ رداذ کر کیا ہے۔

(سنن نسائی ج ۱ ص ۱۰۵)

جواب: فوجیانی امرتسری نے اپنی گفتگو میں محمد حیات مندی کا حوالہ پیش کر کے حیرت میں

ڈال دیا کہ ابن ابی شیبہ کی وہ حدیث جس کو آپ نے علقمہ بن وائل کے طریق پر تخریج کیا اس کا

ثبوت محل نظر ہے اور صحیح نسخ اس سے خالی ہیں۔ حالانکہ ابن ہمام ثانی شیخ زین الدین قاسم بن

قطلوبغا متوفی ۸۷۹ھ اپنی کتاب ”المختار فی تخریج احادیث الاختیار“ میں مصنف ابن ابی شیبہ کی

حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

”سندہ جید“

ایسے حافظ حدیث کا مصنف ابن شیبہ سے یہ حدیث نقل کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے

کہ ”تحت السرة“ کے الفاظ زائد نہیں بلکہ اصل میں موجود ہیں اور ساتھی ہی محمد حیات مندی کے

اس قول کا بھی ابطال ہو جاتا ہے کہ کسی شافعی یا حنفی نے مصنف ابن شیبہ کی حدیث کو اس زیادتی

کے ساتھ نقل نہیں کیا محمد حیات سندی کو احناف کے ساتھ حسد نے اس قدر اندھا کر دیا کہ وہ یہ بھی بھول گئے کہ شیخ قاسم بن قطلوبغا ان سے تقریباً تین صدیاں پہلے ہوئے ہیں محمد حیات سندی کے عقل و فہم پر تعجب کہ تقریباً تین صدیاں قبل مصنف ابن شیبہ کے نسخے میں اس روایت کے یہ الفاظ (تحت السرة) موجود تھے اور تین سو سال بعد مصنف ابن شیبہ ان الفاظ سے خالی ہو گئی مزید تعجب کی جا یہ ہے کہ اس پر بطور دلیل یہ بات بھی کہہ ڈالی کہ حنیفوں اور شافعیوں میں سے کسی نے اس کو نقل نہیں کیا حالانکہ ان کی کتابوں میں یہ حدیث ملتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت کردہ حدیث کی سند صحیح ہے اگر سند حدیث میں کوئی سقم ہوتا تو محمد حیات سندی ضرور اس پر کلام کرتے ان کا سکوت کرنا (اثباتاً و لارداً) اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور آئمہ احناف و شوافع کا اپنی کتابوں میں اس حدیث کو اس زیادتی (تحت السرة) کے بغیر نقل کرنا نفی کی دلیل نہیں ہو سکتا ہے ان کو کتاب نہ ملی ہو۔ کسی ذی عقل و شعور پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کسی چیز کی عدم اطلاع اس چیز کے عدم وجود پر دلیل نہیں اور نہ ہی اس کو مستلزم ہے لہذا علمائے احناف و شوافع نے بوجہ عدم اطلاع اس کو نقل نہیں کیا تو یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث صحیح نہیں۔

”عقل مند را اشارہ کا فسیت“

اس باب میں احادیث میں سے احسن حدیث وہ ہے جسے ابوالموید محمد بن محمود الخوازمی نے جامع المسانید میں نقل فرمایا۔

عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراهیم ان رسول اللہ ﷺ کان يعتمد باحدى يديه على الاخرى فى الصلوة يتواضع لله أخرجه الامام محمد بن الحسن الشيبانى فى الآثار فرواه عن ابى حنیفة قال محمد يضع بطن الكف اليمنى على رخصة اليسرى تحت السرة و يكون الرسخ و وسط الكف۔

(جامع المسانید ص ۳۲۲)

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ابن ابی شیبہ کی وائل بن حجر سے روایت کردہ حدیث صحیح ہے اور ”تحت السرة“ کے الفاظ زائد نہیں جیسا کہ محمد حیات سندھی کا خیال ہے اس حدیث کی تائید حضرت علیؑ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے ابو داؤد اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی تقویت کا باعث وہ حدیث بھی ہے جسے ابن حزم نے روایت کیا

”ان ثلاثا من سنن المرسلین و ذکر من حملتها و وضع الکف علی

الکف تحت السرة“

ان احادیث کے نقل کرنے کے بعد مزید تحریر کی ضرورت نہیں۔

اگر یہ بات تسلیم کر بھی لی جائے کہ مذکورہ احادیث سے زیر ناف ہاتھ باندھنا ثابت نہیں ہوتا اور سینے پر باندھنا ظاہر ہے تو باوجود علماء و فقہاء کی تصریح (وضع الیمین علی الشمال) کہ احادیث صحیحین اور ان کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں بکثرت مروی ہیں اس پر مزید علامہ کمال الدین ابن ہمام کا قول مؤید ہے جس کو آپ نے اپنی کتاب ”فتح القدر“ میں نقل کیا۔ فرماتے ہیں ”وضع الیمین علی الیسری“ فقط صحیحین اور دیگر کتب احادیث میں مروی ہے جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر حجت کے لئے کافی ہے کیونکہ امام مالک ارسال (ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا) کے قائل ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ”فصل لربک وانحر“ میں نحر سے مراد قربانی کا جانور ذبح کرنا ہے اور سینے پر ہاتھ رکھنا حقیقتاً ”نحر“ پر ہاتھ رکھنا نہیں ہے کیونکہ نحر سے مراد مقام ذبح اور محل ذبح ہے یعنی گردن۔ ”وضع الیمین علی الیسری“ تو ثابت ہے اور زیر ناف یا سینہ پر ہاتھ باندھنا (جیسا کہ امام شافعی کا قول ہے) کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں جو واجب العمل ہو تو پھر تعظیم کے ارادہ سے قیام میں جیسے ہاتھ باندھے جاتے ہیں اسی حال پر نماز میں ہاتھ باندھنے کو محمول کر لیا جائے جیسا کہ

معروف و مشہور ہے اور بظاہر دیکھنے میں قیام تعظیسی کی حالت میں زیر ناف ہاتھ باندھے جاتے ہیں کیونکہ یہ طریقہ تعظیم کے زیادہ قریب ہے۔

(فتح القدر ج ۱ ص ۲۳۹)

ابن نجیم بحر الرائق شرح کنز الاقائق میں فرماتے ہیں ہمارے مشائخ نے زیر ناف ہاتھ باندھنا اس حدیث سے لیا جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے۔

”ثلاث من سنن المرسلین.....تحت السرة“

لیکن احادیث کی تخریج کرنے والوں نے ”تحت السرة“ کے بارے میں مرفوع اور موقوف کو نہ پہچانا ممکن ہے اس کی توجیہ میں یہ کہا گیا ہو ”وضع الیمین علی الشمال“ تو سنت سے ثابت ہے اور بدن سے محل وضع (ہاتھ رکھنے کی جگہ) کا تعین حدیث سے ثابت نہیں مگر حدیث وائل بن حجر سے (اس کی نقل کردہ حدیث) واقعہ حال تو ثابت ہے یعنی نبی اکرم ﷺ کو سینے پر ہاتھ باندھے دیکھا گیا لیکن عموم نہیں ہو سکتا ہے واقعہ حال میں بیان جواز کا احتمال ہو تو ایسی صورت میں اس کو معھود پر محمول کیا جائے جیسا کہ فتح القدر میں ہے۔

(بحر الرائق ج ۱ ص ۳۰۳)

علامہ عبدالحق محدث دہلوی ”اشعة اللمعات“ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

”زیر ناف یا سینہ پر ہاتھ باندھنا کسی خاص حدیث سے بالیقین ثابت نہیں تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مشاہد میں جو معھود و معتاد ہے اسے اختیار کیا یعنی لوگ عموماً تعظیم کے وقت زیر ناف ہاتھ باندھتے ہیں امام صاحب نے بھی وہی اختیار فرمایا۔

(اشعة اللمعات ج ۱ ص ۳۸۴)

صاحب ”مجمع الانہر“ ثم يعتمد بيمينه على رسغ يساره تحت

سرتہ فی کل قیام فیہ ذکر

کے تحت لکھتے ہیں۔

اس لئے کہ ہاتھ باندھنا خضوع کے لئے مشروع اور یہی حالت ذکر میں مطلوب ہے۔
شمس الآئمہ حلوائی فرماتے ہیں ہر وہ قیام جس میں ذکر مسنون نہیں اس میں سنت
طریقہ ارسال (ہاتھ چھوڑ دینا) ہے اور ہر وہ طریقہ جس میں ذکر مسنون ہے اس میں ہاتھ باندھنا
سنت ہے۔

شمس الآئمہ سرحسی اور الصدر الکبیر برہان الآئمہ اور صدر شہید نے یہی فتویٰ دیا ہے اور
قیام سے مراد مطلق قیام ہے۔

(مجمع الأنهر ج ۱ ص ۹۲، ۹۳)

علامہ جلال الدین خوارزمی کرمانی الکفایہ علی الہدایہ میں فرماتے ہیں۔

”محل وضع یہ تیسرا مسئلہ ہے ہمارے نزدیک زیر ناف ہاتھ باندھنا افضل ہے اور امام
شافعی کے نزدیک سینے پر۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ”وانحر“ میں نحر سے مراد بعض کے نزدیک دائیں ہاتھ
کو بائیں پر رکھ کر سینہ پر باندھنا ہے اس لئے کہ سینہ محل نور ہے اور سینے پر ہاتھ باندھنا محل نور کی
حفاظت ہے۔ لہذا سینہ پر ہاتھ باندھنا بہتر ہے اور ہماری دلیل حضرت علیؓ کی روایت کردہ حدیث
ہے اور لفظ سنت جب مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے مراد سنت نبوی ہوتی ہے پھر زیر ناف ہاتھ
باندھنا اہل کتاب کی مشابہت سے بعد اور ستر عورت کے اقرب ہے بس اس اعتبار سے زیر ناف
ہاتھ باندھنا اولیٰ و افضل ہے اور ”وانحر“ سے مراد عمید کے بعد قربانی کا جانور ذبح کرنا ہے اگر نحر سے
مراد سینہ ہوتا تو معنی یہ ہوتا کہ ”سینے کے قریب ہاتھ باندھ“ اور سینے کے قریب ہاتھ باندھنا زیر
ناف ہی ہے۔

(الکفایہ علی الہدایہ مع فتح القدر ج ۱ ص ۲۵۰)

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

لفظ نحر کی تشریح: ”عامۃ المفسرین کا قول ہے کہ نحر سے مراد اونٹ کی قربانی ہے پھر اس
کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔

لفظ نحر کا استعمال ”نحر البدن“ پر جملہ وجوہ مذکورہ سے زیادہ مشہور ہے پس اللہ تعالیٰ کے کلام کو اس پر محمول ٹھہرانا واجب ہے۔

پس نحر سے مراد سینے پر ہاتھ باندھنا غیر معقول ہے کیونکہ نحر میں علماء کے متعدد اقوال ہیں لہذا ایک قول کی تقلید کرنا اور عمل کے لئے واجب سمجھنا خلاف نص ہے صحیح قول وہی ہے جسے امام رازی نے بیان فرمایا اور جمہور کا اس پر اجماع ہے اور وجوب اصحیہ کی یہ ایک قوی دلیل ہے۔

(تفسیر کبیر جز ۳۲ ص ۱۲۹، ۱۳۰)

قاضی محمد ثنا اللہ پانی پتی امام فخر الدین رازی کے قول کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
 ”عکرمہ، عطاء اور قتادہ کا قول ”فصل لربک ونحر“ میں نماز سے مراد عید اور نحر سے مراد قربانی کرنا ہے اسی معنی پر عید کی نماز کا وجوب اور اصحیہ کا ثبوت ملتا ہے لہذا نحر سے مراد نحر الاصحیہ (جانوروں کی قربانی) اولیٰ اور ارجح ہے۔

(تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۳۰۳)

ابن حیان نحوی فرماتے ہیں۔

”نحر سے مراد جانور کا ذبح کرنا ہے جو قربانی کے لئے حرم میں بھیجا جائے اسے ہدی کہتے ہیں۔ یا نقصان کے جرمانہ میں ذبح کیا جائے اسے نسک کہتے ہیں یا ایام عید میں ذبح کیا جائے اسے ضحایا کہتے ہیں۔ جمہور کا یہی قول ہے۔

(تفسیر البحر المحیط ج ۸ ص ۵۲۰)

علمائے کرام کی تصریح سے ثابت ہوا کہ لفظ نحر کا معنی ذبح کرنا، قربانی دینا ہے اس پر جمہور کا اجماع ہے اور اجماع امت کی اتباع واجب ہے لہذا اجماع کے خلاف صرف ایک قول قابل استدلال نہیں۔

والله اعلم بالصواب

وما علینا الا البلاغ

مکتبہ جمال کرم

کے مطبوعات

- ★ ہم مدینے چلے
- ★ والدین مصطفیٰ
- ★ مزارعات پر عورتوں کی حاضری
- ★ تعزیت اور ایصالِ ثواب کا ثبوت
قرآن و حدیث کی روشنی میں
- ★ نماز کے بعد دعا کی فضیلت اور اس کا استحباب
- ★ یارسول اللہ پکارنے کا ثبوت
- ★ مقدمہ ابن حنبلون
- ★ تلاشِ مرشد
- ★ ثمراتِ رمضان
- ★ پیغامِ موت
- ★ حکایات الصالحین (ذیرطبع)
- ★ اہلسنت وجماعت حقیقت کے آئینے میں

مکتبہ جمال کرم

۹، مرکز الاولیٰ (سٹا ہوٹل) دربار مارکیٹ - لاہور

فون: پی پی ۴۳۲۴۹۴۸

مالک و ممتازین

اعلیٰ حضرت محمد احمد رضا قادری

تصویر کا نام ہی تم

اعلیٰ حضرت محمد احمد رضا قادری

اہلسنت و الجماعت
حقیقت کے آئینوں

غلام اہلسنت و الجماعت محمد عبد الباقی

محمد مدینے
چلے

ڈاکٹر محمد افضل حیدری

یا رسول اللہ ﷺ
پکارنے کا ثبوت

حافظ محمد فیض اللہ خان

حالات ایمان
والدین مصطفیٰ ﷺ

محمد حسین قسروی نقشبندی

تعمیرت اور
ایصال یو ایب کا ثبوت

علامہ قاضی محمد ایوب

نماز
کے بعد دعا
کی فضیلت

علامہ قاضی محمد ایوب

امام احمد رضا
اور اصلاح معارف

محمد قمر الزمان مصباحی

ملنے کا پتہ مکتبہ جمال کرم 9، مرکز الودیس، دربار مارکیٹ لاہور

مالک و ممتازین

اعلیٰ حضرت محمد احمد رضا قادری

تصویر کا نام ہی تم

اعلیٰ حضرت محمد احمد رضا قادری

اہلسنت و الجماعت
حقیقت کے آئینے میں

غلام اہلسنت و الجماعت محمد عبد البرکات

محمد مدینے
چلے

ڈاکٹر محمد افضل حیدری

یا رسول اللہ ﷺ
پڑکانے کا ثبوت

حافظ محمد فیض اللہ خان

حالات ایمان
والدین مصطفیٰ ﷺ

محمد حسین قسروی نقشبندی

تعمیرت اور
ایصال یو ایب کا ثبوت

علامہ قاضی محمد ایوب

نماز
کے بعد دعا
کی فضیلت

علامہ قاضی محمد ایوب

امام احمد رضا
اور اصلاح معاصرہ

محمد قمر الزمان مصباحی

ملنے کا پتہ مکتبہ جمال کرم 9، مرکز الودیس، دربار مارکیٹ لاہور